

## 83191-کیا وہ فرضی حج کی ادائیگی کرے یا کہ اس مال سے بیٹی کی شادی؟

سوال

اگر کوئی شخص فرضی کرنا چاہے اور اس کا بیٹا شادی کی عمر میں ہو تو کیا اسے پہلے بیٹی کی شادی میں مال صرف کرنا چاہیے یا کہ وہ اپنا فریضہ حج کی ادائیگی کرے، دونوں میں افضل کیا ہے؟

پسندیدہ جواب

اول :

علماء کرام کا صحیح قول یہی ہے کہ اگر بیٹا شادی کا محتاج ہو اور شادی کے اخراجات برداشت کرنے سے قاصر ہو تو والد اس کی شادی کے اخراجات کر کے اس کی شادی کرے، کیونکہ شادی کی حاجت کھانے پینے سے کم نہیں ہو سکتی، اس لیے یہ واجب کردہ لفظ و اخراجات میں شامل ہوگی۔

المروادی نے "الانصاف" میں کہا ہے کہ :

"آباء و آجداد اور بیٹوں اور پتوں وغیرہ میں سے جن کا خرچ آدمی کے ذمہ واجب ہے اس کی عفت و عصمت کا بھی خیال کرنا اس پر واجب ہے، امام احمد کے مسلک میں بھی صحیح یہی ہے" انتہی۔

دیکھیں : الانصاف (9/204).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

"بعض اوقات انسان کے لیے شادی کی ضرورت بالکل اسی طرح ہو جاتی ہے جس طرح کھانا پینا ضروری ہوتا ہے، اسی لیے اہل علم کا کہنا ہے کہ : اگر مال کی وسعت ہو تو آدمی کے لیے اپنے ذمہ واجب خرچ والے شخص کی شادی کرنا واجب ہے۔

چنانچہ اگر بیٹا شادی کا محتاج ہو اور اس کے پاس شادی کرنا خراجات نہ ہوں تو والد کے لیے اپنے بیٹی کی شادی کرنا واجب ہے، لیکن میں نے سنا ہے کہ بعض باپ اپنی جوانی کی حالت بھول کر بیٹی کو کہتے ہیں اپنی کمائی سے شادی کرو، جو کہ جائز نہیں، بلکہ اگر وہ بیٹی کی شادی کرنے پر قادر ہو تو اس کے لیے بیٹی کی شادی کے اخراجات برداشت نہ کرنا حرام میں، جب باپ طاقت ہونے کے باوجود بیٹی کی شادی نہیں کرتا تو قیامت کے روز بیٹا والد کے خلاف مقدمہ دائر کریگا" انتہی۔

دیکھیں : فتاویٰ ارکان الاسلام (140-141).

دوم :

اور اگر بیٹی کی شادی اور والد کا فرضی حج آپس میں معارض ہو کہ والد کے پاس مال دونوں کاموں میں سے صرف ایک کے لیے کافی ہو تو پھر بیٹی کے نکاح میں دیکھا جائیگا کہ آیا بھی ضروری ہے یا کہ اس میں تاخیر کرنا ممکن ہے؟

اور اگر بیان نکاح کا محتاج ہو اور اس کے حرام کام میں پڑنے کا خدشہ ہو تو نکاح اس کے اپنے حج پر مقدم کیا جائیگا، اور اسی طرح والد کے حج پر بھی مقدم کیا جائیگا، اس کی دو وجہیں ہیں :

پہلی وجہ :

اس کی عفت و عصمت میں رکھنا، اور اسے حرام کام میں پڑنے سے بچانا واجب ہے، یہ تاخیر کا تحمل نہیں ہو سکتا، لیکن حج میں تاخیر ممکن ہو جب اللہ تعالیٰ آسانی پیدا کرے تو حج کریا جائے۔

دوسری وجہ :

باپ پر حج اس وقت فرض ہوتا ہے جب اس کے پاس اہل و عیال اور حج کا خرچ اسکے ذمہ واجب ہے کے اخراجات سے مال زیادہ ہو، اور یہاں بیٹی کی شادی کرنا اس کے لیے لازم ہے تاکہ بیان حرام کام میں نہ پڑے۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ کتے ہیں :

"اور وہ نکاح کی محتاج ہو اور اسے اپنے آپ پر مشقت میں پڑنے کا خدشہ ہو تو حج پر شادی مقدم کی جائیگی، کیونکہ یہ واجب ہے، اور اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں، اور یہ نفقة و اخراجات کی طرح ہی ہے، اور اگر خدشہ نہ ہو تو پھر حج مقدم ہو گیا: کیونکہ نکاح نفلی ہے، چنانچہ اسے فرضی حج پر مقدم نہیں کیا جائیگا" انتہی.

ویکھیں : المغنى ابن قدامہ المقدسي (12/5).

آپ الحجوم للنحوی (71/7) کا بھی مطالعہ ضرور کریں۔

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (27120) کے جواب کا مطالعہ کریں۔

لیکن اگر بیان نکاح کا محتاج نہ ہو، اور یا پھر نکاح موخر کرنے میں اس کے حرام کام میں پڑنے کا خدشہ بھی نہ ہو تو اب اس کی شادی کرنی لازم نہیں بلکہ باپ اپنا فرضی حج ادا کرے؛ کیونکہ وہ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے خرچ سے زائد مال کا مالک ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿ اُر لُوگوں پر اللہ کے لیے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے، جو اس کی وہاں تک جانے کی استطاعت رکھے، اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ سب جہان والوں سے غنی ہے ﴾۔ آل عمران (97)

واللہ اعلم۔